46544- نمازوتر کی واردشدہ کیفیات

سوال

نمازوتر کی ادائیگی میں افضل کیفیت کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

نمازوتر اللہ تعالی کے قرب کے لیے سب سے افضل اور عظیم عبادات میں شامل ہوتی ہے ، حتی کہ بعض علماء کرام یعنی احناف تواسے واجبات میں شمار کرتے ہیں، لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ سنت مؤکدہ میں شامل ہوتی ہے جس کی مسلمان شخص کو ضرور محافظت کرنی چاہیے ، اوراسے ترک نہیں کرنا چاہیے .

امام احمد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" نمازوتر چھوڑنے والا شخص برا آدمی ہے ، اس کی گواہی قبول نہیں کرنی چاہیے "

جوکہ نمازوتر کی ادائیگی کی تاکید پر دلالت کرتی ہے .

نمازوتر کی ادائیگی کی کیفیات کا خلاصہ ہم مندرجہ ذیل نقاط میں بیان کرسکتے ہیں :

نمازوتر کی ادائیگی کا وقت :

اس کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی سے شروع ہوتا ، یعنی جب انسان نماز عشاء ادا کرلے چاہے وہ مغرب اور عشاء کو جمع تقدیم کی شکل میں ادا کرے توعشاء کی نماز ادا کرنے سے لیکر طلوع فجر تک نمازوتر کا وقت رہے گا .

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" یقینا اللہ تعالی نے تمہیں ایک نماز زیادہ دی ہے اور وہ نمازوتر ہے جواللہ تعالی نے تمہارے لیے عشاء اور طلوع فجر کے درمیان بنائی ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (425) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے .

اور کیا نمازوتر کواول وقت میں ادا کرنا افضل ہے یا کہ تاخیر کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے ؟

سنت نبویہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص رات کے آخر میں بیدار ہونے کا طمع رکھتا ہو اس کے لیے نمازوتر میں تاخیر کرنا افضل ہے ، کیونکہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنی افضل ہے ، اوراس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ، اور جسے خدشہ ہوکہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہیں ہوسکتا تواس کے لیے سونے سے قبل نمازوتر ادا کرنا افضل ہے ، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے .

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جسے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہیں ہو سکے گا تو وہ رات کے اول حصہ میں وتر ادا کر لے، اور جسے یہ طمع ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو گا تو وہ وتر رات کے آخری حصہ میں ادا کرے، کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کردہ نماز مشهودۃ اور یہ افضل ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر(755).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اور یہی صحیح ہے، اور باقی مطلق احادیث کو اس صحیح اور صریح افضلیت پر محمول کیا جائے گا، ان میں یہ حدیث بھی ہے :

"میری دلی دوست نے مجھے وصیت کی کہ میں وتر ادا کر سویا کروں"

یہ اس شخص پر محمول ہوگی جو بیدار نہیں ہو سکتا. اھ

دیکھیں : شرح مسلم للنووی (277/3).

وتر میں رکعات کی تعداد :

کم از کم وتر ایک رکعت ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"رات کے آخر میں ایک رکعت وتر ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر(752).

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"رات کی نماز دو دو ہے، لہذا جب تم میں سے کسی ایک کو صبح ہونے کا خدشہ ہو تو وہ ایک رکعت ادا کر لے جو اس کی پہلی ادا کردہ نماز کو وتر کر دے گی"

صحیح بخاری حدیث نمبر(911) صحیح مسلم حدیث نمبر(749)

لہذا جب انسان ایک رکعت ادا کرنے پر ہی اکتفا کرے تو اس نے سنت پر عمل کر لیا...

اور اس کے لیے تین اور پانچ اور سات اور نو رکعت وتر بھی ادا کرنے جائز ہیں.

اگر وہ تین وتر ادا کرے تو اس کے لیے دو طریقوں سے تین وتر ادا کرنے مشروع ہیں :

پہلا طریقہ :

وہ تین رکعت ایک ہی تشہد کے ساتھ ادا کرے. اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث میں پائی جاتی ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے"

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر ادا کرتے تو اس کی آخر کے علاوہ نہیں بیٹھتے تھے"

سنن نسائی (3/234) سنن بیہقی (3/31) امام نووی رحمہ اللہ تعالی المجموع میں لکھتے ہیں : امام نسائی نے حسن سند کے ساتھ اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے. اھ

دیکھیں : المجموع للنووی (4/7).

دوسرا طریقہ :

وہ دو رکعت ادا کر کے سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت وتر ادا کرے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما دو رکعت اور اپنے وتر کے درمیان سلام پھیرتے تھے، اور انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے"

رواہ ابن حبان حدیث نمبر (2435) ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری (2/482) میں کہتے ہیں اس کی سند قوی ہے. اھ

لیکن اگر وہ پانچ یا سات وتر اکٹھے ادا کرے تو صرف اس کے آخر میں ایک ہی تشہد بیٹھے اور سلام پھیر دے، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز ادا کرتے اس میں پانچ رکعت وتر ادا کرتے اور ان میں آخری رکعت کے علاوہ کہیں نہ بیٹھتے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (737).

اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات وتر ادا کرتے اور ان کے درمیان سلام اور کلام کے ساتھ علیدگی نہیں کرتے تھے"

مسند احمد (6/290) سنن نسائی حدیث نمبر (1714) نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی سند جید ہے.

دیکھیں : الفتح الربانی (2/297) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن نسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور جب اکٹھی نو رکعت وتر ادا کرنی ہوں تو تو آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھ کر پھر نویں رکعت کے لیے کھڑا ہو اور سلام نہ پھیرے اور نویں رکعت میں تشہد بیٹھ کر سلام پھیرے گا، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعات ادا کرتے اور ان میں آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی حمد بیان کرتے اور دعاء کرتے اور سلام پھیرے بغیر اٹھ جاتے پھر اٹھ کر نویں رکعت ادا کر کے بیٹھتے اور اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی حمد بیان کر کے دعاء کرتے اور پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (746).

اور اگر وہ گیارہ رکعت ادا کرے تو پھر ہر دو رکعت میں سلام پھیرے اور آخر میں ایک وتر ادا کرے .

وتر میں کم از کم اور اس میں قرآت کیا ہوگی :

وتر میں کم از کم کمال یہ ہے کہ دو رکعت ادا کر کے سلام پھیری جائے اور پھر ایک رکعت ادا کر کے سلام پھیرے ، اور تینوں کو ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ ادا کرنا بھی جائز ہے ، اس میں دو تشہد نہ کرے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے .

اور پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پوری سورۃ پڑھے ، اور دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے .

ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یا ایھا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے "

سنن نسائی حدیث نمبر (1729) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن نسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

نماز وتر کی مندرجہ بالا سب صورتیں اور کیفیات سنت میں وارد ہیں اور اکمل یہ ہے کہ مسلمان شخص ایک ہی کیفیت میں نماز وتر ادا نہ کرتا رہے بلکہ اسے کبھی ایک اور کبھی دوسری کیفیت میں نماز وتر ادا کرنی چاہیے تاکہ وہ سنت کے سب طریقوں پر عمل کر سکے .

واللہ اعلم .